سعدالدین، ریسرچ اسکالر، شعبۂ فارسی،
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

عہد بازگشت کے چند نامور شعراء

ھندوستان میں جدید عہد کے آغاز سے پہلے آخری بڑے شاعر غالب ہیں اور ایران میں قاآنی، غالب سبک ھندی کی روایت کے شاعر ہیں اور قاآنی اس کے بلکل برعکس یہ ایک عجیب مسئلہ ہے کہ فارسی شاعری کے دو اہم مرکز ھندوستان اور ایران الگ الگ اسالیب کی پیروی کرر ہے ہیں ایران سبک ھندی سے دست بردار ہو کر قدما کی شعری روایت کی طرف لوٹ رہا ہے اور ھندوستان غالب کے حوالے سے اس اسلوب کا پیرو ہے جو ستر ؔ ہویں صدی میں اپنے عروج کو پہچا تھا اور جسے سبک ہندی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوا یہاں اسکے تفصیل کا موقع نہیں ہے۔شبلی نے شعرالعجم اور رضا قلی خاں ہدایت نے مجمع الفصحا میں اس امر کی طرف اشارے کئے ہیں۔شبلی اسکی وجہ بدلا ہوا شعری مذاق بتاتے ہیں اور رضا قلی خاں ہدایت کا نظریہ یہ ہے کہ فارسی شاعری زوال پذیر ہو چوکی تھی اور قاچاری عہد سے فوری قبل کی شاعری اپنی اصالت کھو چکی تھی اور شعرا احیاء مذاق اور کلاسکی روایت کی بازیافت کے لئے خراسانی اسلوب کی سادگی اور اصالت کی طرف لوٹ جانا ضروری سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ اس عہد کے شعرا نے رودکی، فرخی، منوچہری جیسے شعرا

Scanned with CamScanner

انکے یہاں بیانات، واقعات کی صحیح تصویرین بن جاتے ہیں شائق کو زبان پر بڑی قدرت حاصل ہے۔فرماتے ہیں۔

فتاد از خوی او آتش بجانم نیست کس واقف
ز راز شمع با پروانہ کی گردد مگس واقف....
فراوان نالہ دارد این دل صد چاک در راہش
کند فریاد ہر دم ہست از حالش جرس واقف

Scanned with CamScanner

طفلی پی دیوانہ زھر خانہ، دراین شہر
یارب، چہ کند یک دل دیوانہ دراین شہر

دل را ھوسِ صحبتِ مانیست، ببینید
دیوانہ ندارد سرِ دیوانہ در این شہر

سودای سرِ زلف تو گر رھزنِ دلہاست
مشکل کہ بماند دلِ فرزانہ دراین شہر

چون شمع بہ ھر جمع بسوزیم و چہ حاصل
بر شمع نہ سوز د دل پروانہ دراین شہر (۲)

نشاط کے قصائد میں اگر چہ انکی غزلوں کا سہ زور نہیں ہے لیکن ان کے قصائد مضامین کی وسعت اور دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔

شاھا، ھلال ماہ نو از آفتاب خواہ
ابروی یار بین وز ساقی شراب خواہ

ہر شب ہلال عید ز ابروی یار بین
واندر ہلال جام زمی آفتاب خواہ

چون دست صبحدم دہد اوراق گل بہ باد
گاہے بدست مصحف وگاہ کتاب خواہ

روز ار سماع گفتۂ زاہد کنی بہ شب
کفارہ از ترانہ چنگ و رباب خواہ

از پرسشِ حساب گر اندیشۂ باشدت
از دست یار ساغرِ می بی حساب خواہ

زآن آب آتشین چو کشی جرعۂ خصم را
ہم چون خصی بر آتش و نقشی بر آب خواہ

جز دلبران کہ دل بہ ضای تو بادشان
ہر دل کہ جز رضای تو خواہد خراب خواہ (۳)

قاآنی۔ صبا اور نشاط جس طرح فتح علی شاہ کے دربار کی آبرو تھے اسی طرح قاآنی بھی محمد شاہ اور ناصر الدین شاہ کے عہد کی آبرو ہیں۔ قاآنی نے اگر چہ بہت کم عمر پائی تھی اور ۴۷ سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود اس شاعرانہ بلند مرتبہ کو پہنچ گئے تھے جہاں ان سے زیادہ عمر پانے والے نہیں پہنچ سکے۔

قاآنی ۱۲۲۳ھ قمری بمطابق ۱۸۰۸ء میں شیراز میں پیدا ہوئے تھے سات

نشاط جب اصفہان میں تھے تو انہوں نے بازگشت ادبی کو تقویت دینے کے لئے اپنے گھر کو شعر وادب کا مرکز بنایا تھا۔ جہاں ہفتے میں ایک بار تمام شعرا جمع ہوتے تھے اور شعر گوئی کی محفل آراستہ ہوتی تھی۔ نشاط ۱۲۱۸ھ بمطابق ۱۸۰۳ء میں ۴۳ سال کی عمر میں تہران آگئے تھے اور فتح علی شاہ کے دربار سے وابستہ ہو گئے تھے دربار کی طرف سے یہ منشی کے عہدے پر فائز ہوئے تھے بعد میں دیوان رسائل کے سرپرست بھی ہو گئے تھے۔ فتح علی شاہ کی طرف سے یہ نپولین سے ملنے فرانس بھی گئے تھے۔ نشاط نے ۱۲۴۴ھ بمطابق ۱۸۲۸ء میں ۶۹ سال کی عمر میں ٹی بی کی بیماری میں وفات پائی ہے۔ نشاط کے تمام کارنامے گنجینہ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ گنجینہ میں دیباچے، خطبے، عقدنامے، وقف نامے فرامین اور خطوط بھی شامل ہیں۔

نشاط نے شاعر کی حیثیت سے سبک بازگشت کو محکم کیا ہے اور سعدی کے طرز کو رائج کیا ہے۔ قصیدہ گوئی اور غزل دونوں میں انکو مہارت تھی انکا اسلوب سادہ اور رواں ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انکا کلام صنائع شعری نامانوس ترکیبوں تکرار قوافی سے عاری ہے۔ انکی غزلوں میں صوفیانہ اور فلسفیانہ مضامین بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

طاعت از دست نیاید گنہی باید کرد | در دل دوست بہ ہر حیلہ رہی باید کرد
منظر دیدہ قدم گاہ گدایان شدہ است | کاخ دل در خور اورنگ شہی باید کرد
روشنان فلکی را اثری در ما نیست | حذر از گردش چشم سیہی باید کرد
شب چو خورشید جہانتاب نیان از نظر است | طی این مرحلہ با نور مہی باید کرد

Scanned with CamScanner

طفلی پی دیوانہ زھر خانہ، در این شہر یارب، چہ کند یک دل دیوانہ در این شہر

دل را ھوسِ صحبتِ ما نیست، ببینید دیوانہ ندارد سرِ دیوانہ در این شہر

سودای سر زلف تو گر رھزنِ دلہاست مشکل کہ بماند دلِ فرزانہ در این شہر

چون شمع بہ ھر جمع بسوزیم وچہ حاصل بر شمع نہ سوزد دل پروانہ در این شہر (۲)

نشاط کے قصائد میں اگرچہ انکی غزلوں کا سہ زور نہیں ہے لیکن ان کے قصائد مضامین کی وسعت اور دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔

شاھا، ھلال ماہ نو از آفتاب خواہ ابروی یار بین وز ساقی شراب خواہ

ہر شب ہلال عیدز ابروی یار بین واندر ہلال جام زمی آفتاب خواہ

چون دست صبحدم دہداوراق گل بہ باد گاہے بدست مصحف وگاہ کتاب خواہ

روز ار سماع گفتہ زاہد کنی بہ شب کفارہ از ترانہ چنگ ورباب خواہ

از پرسشِ حساب گر اندیشۂ باشدت از دست یار ساغرِ می بی حساب خواہ

زان آب آتشین چو کشی جرعہ خصم را ہم چون خصی برآتش ونقشی برآب خواہ

جز دلبران کہ دل بہ رضای تو بادشان ہر دل کہ جز رضای تو خواہد خراب خواہ (۳)

قاآنی۔ صبا اور نشاط جس طرح فتح علی شاہ کے دربار کی آبرو تھے اسی طرح قاآنی بھی محمد شاہ اور ناصر الدین شاہ کے عہد کی آبرو ہیں۔ قاآنی نے اگرچہ بہت کم عمر پائی تھی اور ۴۷ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی تھی لیکن اس کے باوجود اس شاعرانہ بلند مرتبہ کو پہنچ گئے تھے جہاں ان سے زیادہ عمر پانے والے نہیں پہنچ سکے۔

قاآنی ۱۲۲۳ھ قمری بمطابق ۱۸۰۸ء میں شیراز میں پیدا ہوئے تھے سات

نشاط جب اصفہان میں تھے تو انہوں نے بازگشت ادبی کو تقویت دینے کے لئے اپنے گھر کو شعر و ادب کا مرکز بنایا تھا۔ جہاں ہفتے میں ایک بار تمام شعرا جمع ہوتے تھے اور شعر گوئی کی محفل آراستہ ہوتی تھی۔ نشاط ۱۲۱۸ھ بمطابق ۱۸۰۳ء میں ۴۳ سال کی عمر میں تہران آگئے تھے اور فتح علی شاہ کے دربار سے وابستہ ہو گئے تھے دربار کی طرف سے یہ منشی کے عہدے پر فائز ہوئے تھے بعد میں دیوان رسائل کے سرپرست بھی ہو گئے تھے۔ فتح علی شاہ کی طرف سے یہ نپولین سے ملنے فرانس بھی گئے تھے۔ نشاط نے ۱۲۴۴ھ بمطابق ۱۸۲۸ء میں ۶۹ سال کی عمر میں ٹی بی کی بیماری میں وفات پائی ہے۔ نشاط کے تمام کارنامے گنجینہ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ گنجینہ میں دیباچے، خطبے، عقدنامے، وقف نامے، فرامین اور خطوط بھی شامل ہیں۔

نشاط نے شاعر کی حیثیت سے سبک بازگشت کو محکم کیا ہے اور سعدی کے طرز کو رائج کیا ہے۔ قصیدہ گوئی اور غزل دونوں میں انکو مہارت تھی انکا اسلوب سادہ اور رواں ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انکا کلام صنائع شعری نامانوس ترکیبوں تکرار قوافی سے عاری ہے۔ انکی غزلوں میں صوفیانہ اور فلسفیانہ مضامین بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

طاعت از دست نیاید گنہی باید کرد ‌‌ ‌‌ ‌‌ در دل دوست بہ ھر حیلہ رھی باید کرد

منظر دیدہ قدم گاہ گدایان شدہ است ‌‌ ‌‌ ‌‌ کاخ دل درخور اورنگ شہی باید کرد

روشنان فلکی را اثری در ما نیست ‌‌ ‌‌ ‌‌ حذر از گردش چشم سیہی باید کرد

شب چو خورشید جہانتاب نہان از نظر است ‌‌ ‌‌ ‌‌ طی این مرحلہ با نور مہی باید کرد

قاآنی کے قصائد میں جو چیز سب سے زیادہ ذہن کو متوجہ کرتی ہے وہ ترصیع اور لف ونشر کا استعمال ہے۔ انکے یہاں تشبیہات بھی بہ کثرت پائی جاتی ہیں۔ اور تشبیہات فطری اور معنی خیز ہوتی ہیں۔

دو زلفِ تابدارِ او بہ چشم اشکبار من
چو چشمہ کہ اندر او، شنا کنند مارہا

زلف کو پانی میں تیرتے سانپ سے تشبیہ دینے کا خیال شاید ہی کسی کو آیا ہو۔

قاآنی کے کلام کی دوسری خوبی واقعہ نگاری ہے۔ واقعہ نگاری میں وہ اپنے عہد کے شاعروں میں سب سے زیادہ باکمال نظر آتے ہیں۔

نسیمِ خلد میوزد مگر ز جویبارہا ۔ کہ بوی مشک میدھد ھوای مرغزارہا

فراز خاک وخشتہا دمیدہ سبز کشتہا ۔ چہ کشتہا بہشتہا نہ دہ نہ صد ھزارہا

بچنگ بستہ چنگہا بنای ھشتہ رنگہا ۔ چکاوھا کلنگہا تذروھا ھزارہا

زنای خویش فاختہ دو صد اصول ساختہ ۔ ترانہا نواختہ چو زیر و بمّ تارہا

زخاک رستہ لالہا چو بسدین پیالہا ۔ ببرگ لالہ ژالہا چو در شفق ستارہا

فلندہ اندہمہمہ کشیدہ اندزمزمہ۔ بہ شاخ سرو بن ہمہ چہ کبکہا چہ سارہا

نسیم روضہ ارم جہد بمغز دمبدم۔ زبس دمیدہ پیش ہم بطرف جویبارہا

بہارہا بنفشہا شقیقہا شکوفہا۔ شمامہا بجستہا ارا کہا عرارہا

زہرکرانہ مستہا پیالہا بدستہا۔ زمغز می پرستہا نشاندہ می خمارہا

زریزش سحابہا برآبہا حبابہا۔ چو جوی نقرہ آبہا روان در آبشارہا (۴)

مرادف الفاظ کا بہ کثرت استعمال اور اس میں روانی پیدا کرنا بھی قاآنی کے قادرالکلامی کی دلیل ہے۔

Scanned with CamScanner

بہ گردوں تیرہ ابری بامدادان برشد از دریا ۔ جواھر ریز و گوھر خیز و گوھر بیز و گوھر زا

چو چشم اھرمن خیرہ، چوروی زنگیان تیرہ ۔ شدہ گفتی ھمہ چیرہ بہ مغزش علت سودا

شبہ گون چون شب عاسق، گرفتہ چون دل عاشق ۔ بہ اشک دیدۂ وامق، بہ رنگ چہرۂ عذار

تنش با قیر آلودہ، دلش از شیر آمودہ ۔ برون پر سرمہ سودہ، درون پر لؤلؤ لالا

بہ دل گلشن بہ تن زندان، گہی گریاں گہی خنداں ۔ چو در بزم طرب رندان زشور نشئہ صہبا

چو دودی بر ہوا رفتہ چو دیوی مست و آشفتہ زدہ بس در نا شفتہ زمستی خیرہ برخارا

شدہ خورشید نور افشان بتاری جرم او پنہان تو شاہ مصر در زندان چو ماہ چرخ در ظلما

و یا در تیرہ چہ بیژن نہفتہ چہرۂ روشن و یا روشن گہر بہمن شدہ در کام اژدرہا

لب غنچہ رخ لالہ برون آوردہ تبخالہ زبس باران از آن ژالہ بطرف گلشن و صحرا

زفیض او دمیدہ گل شمیدہ طرۂ سنبل کشیدہ از طرب بلبل بشاخ سرخ گل آوا (۵)

شبلی نے قاآنی کے کلام پر رائے دیتے ہوئے جو باتیں کہی ہیں اس سے قاآنی کے شعری خواص کی ایک مکمل تصویر ابھر کر سامنے آجاتی ہے۔

قاآنی کے خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ قدمأ کے جو الفاظ سیکڑوں برس سے متروک تھے اور جن میں اکثر غلط بھی تھے، قاآنی ان کو بے تکلف استعمال کرتا تھا اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ چونکہ اس نے شاعری کا دائرہ وسیع کیا، اور ہر قسم کے واقعات لکھے، اس لئے خواہ مخواہ الفاظ میں بھی وسعت اختیار کرنی پڑی، یا یہ کی وہ قدمأ کی اس طرح تقلید کرنا چاہتا ہے کہ مطلق فرق نہ محسوس ہو، اس کے لئے ضروری تھا کہ قدمأ کے تمام الفاظ بھی جا بجا استعمال کئے جائیں۔

شعر کے زحافات بھی جو متروک ہو چکے تھے، قاآنی نے ان کو استعمال کیا

Scanned with CamScanner

ہے جس کی وجہ سے قاآنی کا طرز تمام ایران پر چھا گیا برے بھلے سب اسی رنگ میں کہنے لگے، لیکن یہ وہ روش ہے کہ قاآنی ہی کے رتبے کی شاعری ہو، تو لطف دیتی ہے ورنہ بلکل بدمزہ اور خالی الفاظ کا ڈھیر رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قاآنی کے بعد پھر ایران میں کوئی نامور نہیں ہوا۔(٦)

یوں تو مجمر، وصال، شہاب، فروغی، شروش، یغما، جیسے شعرا بھی قابل ذکر ہیں لیکن عہد بازگشت کے شاعروں میں صبا، نشاط اور قاآنی کو جو مرتبہ حاصل ہے یہ تمام شعرا اس مرتبہ کو نہی پہچ سکے حقیقت یہ ہے کہ صبا، نشاط اور قاآنی کو ہٹا دیا جائے تو عہد بازگشت کی شاعری الفاظ کا ڈھیر اور بدمزہ ہو کر رہ جائے گی۔ عہد بازگشت کی شاعری میں اسلوب سازی کا کام اگر کسی نے کیا ہے تو یہی تینوں شعراء ہیں۔ اور ان شعراء میں سب سے بلند مرتبہ قاآنی کا ہے۔

حواشی:۔

۱۔ یحیٰی آرین پور، از صبا تا نیما، جلد اول، تہران، ۱۳۵۱، ص ۲۷

۲۔ ایضاً ص ۳۴

۳۔ ایضاً ص ۳۴۔ ۳۳

۴۔ حکیم قاآنی شیرازی۔ دیوان بہ مقدمہ و تصحیح ناصر ہیری چاپ اول انتشارات گلشائی ۱۳۶۳ھ۔ ص ۸۰

۵۔ ایضاً۔ ص ۴۹۔ ۴۸

۶۔ شبلی نعمانی، شعر العجم جلد پنجم طبع چہارم مطبع معارف آعظم گڑھ ۱۹۶۷ء ص ۲۳

کتابیات۔

۱۔ آرین پور یحیٰی ۔ از صبا تا نیما، جلد اول تہران ۱۳۵۱ھ

۲۔ حکیم قاآنی شیرازی۔ دیوان بہ مقدمہ و تصحیح ناصر ہیری چاپ اول انتشارات گلشائی ۱۳۶۳ھ

۳۔ شبلی نعمانی ۔ شعر العجم جلد پنجم طبع چہارم مطبع معارف آعظم گڈھ ۱۹۵۷ء

۴۔ نشاط ۔ گنجینہ (دیوان نشاط اسفہانی) بکوشش حسین نخعی انتشارات موسسۂ مطبوعاتی شرق، ۱۳۳۷ھ

۵۔ ہدایت رضا قلی خاں۔ مجمع الفصحا جلد دوم تہران ۱۳۳۹ھ

Scanned with CamScanner